پانچ باب ہیں۔ باب اول میں صرف ونحو کے ضروری قواعد، باب دوم میں ضروری الفاظ پر مشتمل جملے مثلاً الفاظ متعلقہ رشتے، اعضاء انسانی خورونوش وغیرہ۔ باب سوم میں امثال وحکم۔ چہارم میں احادیث نبویہ اور پنجم میں ضروری عربی الفاظ کی ڈکشنری دی گئی ہے۔ دوسرے حصہ میں عربی کی دلچسپ اور ادبی حکایتیں مختلف خطوط، پھر عربی اخبارات کے انتخابات، اور اُس کے بعد عربی جدید کی ڈکشنری۔ ان سب کے اجتماع سے اس حصہ کو دلچسپ بنانے کی کامیاب سعی کی گئی ہے۔ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت قدر کے لائق ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ "مکتبۂ علمیہ میرٹھ" و "مکتبۂ برہان، قرولباغ، نئی دہلی"

تراجم علماءِ حدیثِ ہند مصنفہ مولوی ابویحییٰ امام خاں نوشہری کتابت طباعت اچھی ضخامت ۵۷۶ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت فی نسخہ ۶/۸ کتاب ملنے کا پتہ:۔ عبدالحیی والاخوان مقام سوہدرہ گوجرانوالہ پنجاب۔

مولوی ابویحییٰ امام خاں صاحب نوشہری نے ارادہ کیا ہے کہ ہندوستان کے علماءِ حدیث کے حالات قلمبند کرکے شائع کریں۔ زیرِ تبصرہ کتاب اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ آپ نے نہایت محنت وجانفشانی سے اس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرّہٗ اور ان کے خاندان مبارک نشان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور اس کے بعد دہلی اور یوپی کے علماءِ ماضی وحال (جن کی تعداد دو سو ہے) کے حالات وتراجم تحریر کیے ہیں۔ مقدمۂ کتاب مولانا سید سلیمان ندوی کے قلم کا ہے جس میں آپ نے کتاب کی افادی حیثیت اور تحریک اہلحدیث پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

اس کتاب کو تصنیف کرتے وقت عربی فارسی اور اُردو کی مستند کتابیں مصنف کے پیشِ نظر رہی ہیں۔ اور بقول فاضل مقدمہ نگار کے اس کتاب کا یہی فائدہ کیا کم ہے کہ اتنے علماء کے حالات وسوانح منضبط ہو گئے، اور آئندہ تلف ہونے سے بچ گئے۔

لائق مصنف نے کتاب کا نام تراجم علماءِ حدیثِ ہند رکھا ہے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ مصنف

نے اس میں ہندوستان کے اُن علمار کی سوانحمریاں لکھی ہونگی جنہوں نے قطع نظر تقلید و عدم تقلید سے علم حدیث کی خدمت تدریساً یا تصنیفاً کسی شکل میں کی ہے لیکن واقعہ ایسا نہیں ہے۔ آپ نے علماءِ حدیث سے مراد علما، اہلِ حدیث لی ہے، یعنی وہ حضرات جو ائمۂ اربعہ میں سی کسی کی تقلید کو ضروری نہیں جانتے۔ بلکہ نادرست سمجھتے ہیں۔ پھر حیرت ہے کہ اس کتاب میں آپ نے اُن علماءِ کرام کے حالات وسوانح بھی لکھ دیے ہیں جو اہل حدیث سے تعلق نہیں رکھتے۔ مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ عبدالغنیؒ حضرت شاہ رفیع الدینؒ، حضرت قاضی ثنا ر اللہ پانی پتیؒ وغیرہم، مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے "مگر اُن کے موضوع کا دائرہ جتنا تنگ ہے اُن کے عمل کا دائرہ اتنا تنگ نہیں" لیکن ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اول تو اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے مختلف طبقوں کو ایک مرکز پر جمع ہو کر متفقہ طور سے باطل کی سرکش طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ ہو جانا چاہیے۔ اس کی ضرورت ہی نہ تھی کہ "موضوع کے دائرہ کو تنگ" کیا جاتا اور اگر ایسا کیا گیا تھا تو پھر یہ نامناسب تھا کہ عمل کے دائرہ کو اتنا وسیع کر دیا جائے۔ اس سے قارئین کو غلط فہمی ہوتی ہے، اور پھر یہ عمل خالص علم ودین کی خدمت سے گزر کر خاص ایک فرقہ کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ ابھی اس کتاب کے ایک یا دو حصے اور شائع ہونگے۔ ہم کو اُمید ہے کہ فاضل مصنف آئندہ اس کا لحاظ رکھینگے تاکہ اُن کی یہ خدمتِ علم تمام مسلمانوں کے شکریہ کی مستحق ہو۔

اس کے ساتھ ہی دوسری گزارش یہ ہے کہ علما اعلام کے حالات لکھتے وقت اگر اُن کی زندگی کے اُن اعمال واقوال پر زور دینے سے اجتناب کیا جائے جو عدم تقلید سے تعلق رکھتے ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اسلامی عالم مسلمانوں کے تمام فرقوں کے لیے یکساں واجب التعظیم ہے۔ اس لیے اُس کے حالات میں کوئی چیز ایسی نہ آنی چاہیے جو دوسروں کے لیے اشتعال جذبات کا سبب ہو۔ فاضل مصنف نے کتاب کے بقیہ حصص میں اگر اس کا خیال رکھا تو کتاب کی منزلت کہیں زیادہ ہو جائیگی۔ اور اُن کی یہ خدمت اپنی